اداریہ

قرآن کریم، اللہ تعالی کا جاودانی کلام اور پیغمبر خاتم ﷺ کا دائمی معجزہ ہے۔ لہٰذا قرآنیات پر تحقیق ہماری اوّلین ترجیح ہے۔ اس تحقیق کے موضوعات میں سے ایک موضوع متنِ وحی سے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق مفاہیم و مطالب اور تطبیقات کا استخراج کے اصول و ضوابط کی تعیین ہے۔ بنابریں، سوال یہ ہے کہ ایک مفسّر کے لئے کن علوم و فنون کا ماہر اور کن خصوصیات وفضائل کا مالک ہونا ضروری ہے؟ مجلّہ نور معرفت کے پیش نظر شمارے کا پہلا مقالہ " تفسیرِ قرآن کے لئے درکار علوم اور مفسّر کی شرائط " کے عنوان سے اِسی سوال کا جواب ڈھونڈتا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے معروف محقق، محمود رجبی کی کتاب " روشِ تفسیرِ قرآن " کی روشنی میں ایک مفسر کے لئے علم لغت، صرف، نحو اور بلاغت جیسے فنون میں مہارت کے علاوہ، محکم و تشابہہ، ناسخ و منسوخ، اسبابِ نزول اور وجوہِ اعجازِ جیسی قرآنی ابحاث سے آگاہی، نیز حدیث، درایۃ و رجال، علم الکلام، قرائت، اصول الفقہ، فقہ اور سائنسی اور بشری علوم سے بنیادی آگاہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ مقالہ کے مطابق مفسر میں تفسیری ذوق، علم الموہبہ اور اعلی اخلاقی، معنوی فضائل اور خصوصیات کا حامل ہونا بھی شرط ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر کے منبع کی حیثیت سے حدیث کی صحت و اعتبار کا یقین و اطمینان بھی علم درایت و رجال کی غرض وغایت قرار پاتا ہے۔ اس شمارے کے دوسرا مقالا اِسی ضرورت کے تحت قلمبند کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں 150 ہجری سے 250 ہجری کے درمیان اصحاب ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی اُس علمی کاوش کا تحلیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں انہوں نے ائمہ کی طرف منسوب احادیث کے نقد اور جعلی احادیث کو معتبر اور مستند احادیث سے جدا کرنے کے معیار قائم کیے۔ مقالہ نگار کے مطابق اصحابِ ائمہؑ نے متنِ قرآن اور سنتِ ثابتہ کو حدیث کی مقبولیت کے قطعی معیار کے طور پر متعارف کروایا۔ اسی طرح انہوں نے رجال کے مآخذ، بالخصوص رجال الکشی میں راوی کے نقاطِ ضعف کی نشاندہی کی اور " غلو " کو راوی کے ضعف کا ایک عمدہ سبب قرار دیا۔ عملی طور پر بھی انہوں نے انہی معیارات پر ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات کی چھانٹی کی۔

ایک سماجی حیوان ہونے کے ناطے انسان کے لئے سیاسی انتظامات کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ انسان نے اپنی اجتماعی زندگی میں متعدد سیاسی نظاموں کا تجربہ کیا ہے۔ لیکن گزشتہ صدی میں ہمسایہ ملک ایران میں برپا ہونے والے اسلامی انقلاب نے دنیا کو ایک نئے دینی سیاسی نظام سے متعارف کروایا۔ اسے "ولایتِ فقیہ "کا نام دیا گیا ہے۔ تاہم بعض ناقدین نے اسے " تھیوکریسی " شمار کرتے ہیں۔ موجودہ شمارے میں " ولایتِ فقیہ " اور " تھیوکریسی " کا مقائسہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے متعدد عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ " ولایتِ فقیہ " کسی طور وہ تھیوکریسی نہیں جس کی بنیاد قرون وسطیٰ میں کلیسا نے رکھی۔ بلکہ یہ تو اسلامی نظام حکمرانی کی ایک اساسی تفسیر ہے۔ لہٰذا تھیوکریسی اور ولایت فقیہ پر ایک ہی حکم لگانا یا تو لاعلمی ہے یا تعصب کا شاخسانہ ہے۔

جزا و سزا یا عدالت دائر کرنا بذاتِ خود، سیاسی انتظامات کا لازمی حصّہ ہے۔ معاشرے میں جرم و جنایت کو روکنے کے لئے جن سزاوں کا سہارا لیا جاتا ہے، ان کی ایک عمدہ قسم "معاشرتی سزائیں" ہیں۔ اس شمارے کے چوتھے مقالے میں اسلام اور مروجہ پاکستانی قوانین کے تناظر میں ان معاشرتی سزاوں کی قانونی حیثیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئ ہے۔ فاضل مقالہ نگار کے مطابق اسلام اور پاکستان دونوں کے کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزائیں موجود ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کے لیے موجودہ عدالتی قوانین کافی نہیں ہیں۔اس شمارے کے پانچویں مقالے میں بھی عصرِ حاضر کے فرد و سماج کی مشکلات کے حل کی سبیل نکالنے کی کوشش کی گئ ہے۔ مقالہ نگار نے قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی نفسیاتی مشکلات کے اسباب و عوامل کا جائزہ لیتے ہوئے اِن مشکلات اور بیماریوں کے سدّباب کے حوالے سے دینی تعلیمات کو اجاگر کیا ہے۔ یقیناًاِس مقالے کا مطالعہ صحت مند معاشرے کے قیام میں مفید ثابت ہوگا۔

اِس شمارے کے چھٹے اور ساتویں مقالات کا تعلق عشقِ خدااور رسول ﷺ سے ہے۔ دراصل،اِس عشق نے اردو ادبیات کو چار چاند لگائے ہیں۔ اردو ادبیات نے حمد، غزل اور نعت میں اِسی عشق کی بدولت ارتقاء پایا ہے۔ یہ ارتقاء پہلے مرحلہ پر دینی اسلامی فکر کاارتقاء اور دوسرے مرحلہ پر اردو شعر وادب کی بعض اصناف کاارتقاء ہے۔یقینا، دینی، فکری اور ادبی ارتقاء کے اِس سفر کا تحلیلی ۔ تنقیدی جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔اس شمارے کے چھٹے اور ساتویں مقالات میں حافظ شیرازی،علامہ محمد اقبال اور سید وحید الحسن ہاشمی کے شعر و فن پر خامہ فرسائی کے ضمن میں یہی جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے مقالہ میں حافظ اور اقبال کے مشترکات ،اقبال پر حافظ کی تاثیر اور اقبال کے مختصات بیان کیے گئے ہیں۔ ساتویں مقالے کے مطابق سید وحید الحسن ہاشمی کی نعت گوئی نے نعت نگاری کو جدید اسلوب سے آشنا کیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق سید وحید الحسن ہاشمی کا مرکزی موضوع نعت اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کی ترجمانی ہے لیکن انہوں نے سلام،منقبت،نوحہ اور مرثیہ کی اصناف میں بھی نئے رجحانات متعارف کرائے ہیں۔

اس شمارے کے آخری دو مقالات کا ربط امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام کے فرمودات اور تعلیمات سے جڑا ہوا ہے۔ آٹھویں مقالے میں " نہج البلاغہ "کے اردو ترجمہ بقلم علامہ مفتی جعفر حسینؒ کی خوبیوں اور موجودہ دور کے قاری کو اس میں درپیش دشواریوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ نہج البلاغہ کے مستقبل کے مترجمین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ نویں مقالے میں آپ علیہ السلام کے فرمودات کی روشنی میں اقتصادیات پر تہذیبی اقدار اور روّیوں کی تاثیر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق آپ علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں کام اور محنت، میانہ روی اور اسراف سے پرہیز، حلال کمائی اور سرمایہ کاری کی عادات جس معاشرے کی تہذیب بن جاتی ہیں، وہ معاشرہ اقتصادی طور پر ہمیشہ رشد کرتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ علمی، تحقیقی سہ ماہی نور معرفت کا یہ شمارہ بھی سابقہ شماروں کی طرح عالمِ اسلام کی دینی، سماجی مشکلات کے حلّ کے عملی اقدامات تجویز کرتے ہوئے علمی تحقیقی حلقوں میں پذیرائی پائے گا۔ان شاء اللہ!

مدیر: ڈاکٹر شیخ محمد حسنین